ای میگزین

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

پیام حیاء

ذی الحجہ 1447ھ MAY/JUN 2026

شمارہ نمبر 62

2026

Payam-e-haya

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کہہ دیجئے! بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کیلیئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا سورۃ الانعام 162

تمام عالم اسلام کو

عید الاضحیٰ مبارک

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین
18	خواتین کے مسائل (دارالافتاءالاخلاص)	3	قرآن وحدیث
20	ایک غیر متوقع مگر قلب کو بدل دینے والا روحانی سفر (حجاب امجد، سعودیہ)	4	حمد (مولانا ظفر علی خان)
22	توکل ابراہیمؑ اور رحمت خداوندی (خولہ اسماعیل)	5	اداریہ: عیدالاضحی، ذوالحجہ اور چھٹیوں کے ایام
23	بیٹی (ام عبیر محمد احمد)	6	عیدالاضحی کے تقاضے (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
24	حج: رب میزبان، بندے مہمان (افروز	7	ناناجان (فاطمہ سعیدالرحمن)
26	تبصرے	9	ہنر ایک نعمت ہے (ابو محمد)
27	چھٹیوں کے دن: ماں اور بچوں کے لیے محبت، تربیت اور یادگار لمحے (ہما ساجد)	10	حج کے بعد کی زندگی (عذرا خالد)
28	ستارۂ شکیبائی (سہیمہ بتول)	12	نظم: ارے حاجیو تم جارہے ہو (احسن محسن)
30	عید سپیشل پکوان (عائشہ صدیقہ)	13	لندن میں تاریخی مکالمہ (مولانا سہیل باوا)
		15	سیرت النبی ﷺ (زوجہ محمد اقبال)
		16	مقدمہ (انعم توصیف)

Published at

www.Darsequran.com

پیامِ حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعیدالرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

(آلِ عمران:97)

کلام نبوی ﷺ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، وہ اس سے دعا کریں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر اس سے بخشش طلب کریں تو انہیں بخش دیتا ہے۔

ابن ماجہ، السنن، 2:9، رقم: 2892

حمدِ باری تعالیٰ

مولانا ظفر علی خان

بنائے اپنی حکمت سے زمین وآسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاجِ جسم وجاں تو نے

نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کئے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہوکر ہمیں اپنا نشاں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شہنشاہِ ملک لا مکاں تو ہے
بنایا اک بشر کو سرورِ کون ومکان تو نے

اثر تیری عطائوں پہ نہیں پڑتا خطائوں کا
جسے پیدا کیا ہے اس کو دیا ہے آب و ناں تو نے

محمد مصطفی کی رحمت للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف و احساں کی شاں تو نے

تیرے دربار سے مجھ کو یہی انعام کیا کم ہے
کیا اپنی ستائش میں مجھے رطب اللساں تو نے

اداریہ

عید الاضحیٰ
ذوالحجۃ اور چھٹیوں کے ایام

پیاری قاریاتِ کرام!

الحمدللہ! ذوالحجۃ کا بابرکت مہینہ اپنی تمام تر رحمتوں، برکتوں اور روحانی فضاؤں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہ مہینہ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی، اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا درس دیتا ہے۔ عید الاضحی صرف جانور قربان کرنے کا نام نہیں بلکہ اپنی خواہشات، غرور، حسد اور نفس کی برائیوں کو اللہ کی رضا کے لیے قربان کرنے کا پیغام بھی ہے۔ ان مبارک دنوں میں حج کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیب افراد بیت اللہ کی حاضری دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا حج قبول فرمائے اور ہمیں بھی اپنے گھر کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین۔

اسی کے ساتھ جون اور جولائی کی تعطیلات بھی شروع ہو رہی ہیں۔ یہ چھٹیاں بچوں کے لیے خوشی، آرام اور تفریح کا ذریعہ ضرور ہیں، لیکن والدین خصوصاً ماؤں کے لیے یہ ایک بہترین موقع بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت، دینی تعلیم اور اخلاقی نشوونما پر خصوصی توجہ دیں۔ گھروں میں قرآنِ مجید کی تلاوت، سیرتِ نبوی ﷺ کے واقعات، اچھی کتابوں کا مطالعہ، اور مثبت سرگرمیوں کو معمول بنایا جائے تاکہ بچے نہ صرف تعلیمی بلکہ روحانی طور پر بھی مضبوط بن سکیں۔

پیامِ حیاء ای میگزین ہمیشہ کی طرح اس شمارے میں بھی آپ کے لیے اصلاحی، تربیتی، ادبی اور روح پرور مضامین لے کر حاضر ہے۔ آپ کی آراء، تجاویز اور تحریریں ہمارے لیے باعثِ حوصلہ ہیں اور میگزین کو مزید بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ والسلام

فاطمہ سعید الرحمن

(ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

پیام حیاء ای میگزین کے لیے آپ بھی کہانی، مضامین لکھیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد، نعت، نظمیں، اقوال زرین، معلومات، صحت اور بیوٹی ٹپس، پکوان، آپ بیتی اور تبصرہ اپنے نام اور شہر لکھ کر وٹس ایپ کر سکتے ہیں۔

+92 313 2127970

عید الاضحیٰ کے تقاضے

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

خالقِ کائنات کا بے انتہا شکر ہے جس نے ہمیں ایک بار پھر عید الاضحیٰ کی پرنور ساعتوں سے نوازا۔ یہ عید محض گوشت کھانے یا زیب وزینت کا نام نہیں، بلکہ یہ اس عظیم قربانی کی یادگار ہے جس کی مثال تاریخِ انسانی پیش کرنے سے قاصر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اطاعتِ الٰہی کا جو معیار قائم کیا، وہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔" (سورہ الکوثر)۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ نماز کے ساتھ مالی قربانی بھی دین کا ستون ہے۔ عید الاضحیٰ کے فضائل بے شمار ہیں۔ حدیثِ مبارکہ ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" پوچھا گیا: اس میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ فرمایا: "ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔" (ابن ماجہ)۔ سبحان اللہ! کتنا عظیم اجر ہے جو ہمیں اس عمل سے ملتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں مقامِ قبولیت پالیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔" ترمذی۔

خواتین، جو گھر کی روح اور خاندان کی تربیت کار ہوتی ہیں، اس عید کو محض کچن کے کاموں تک محدود کرنے کے بجائے اسے روحانی طور پر خوشگوار بنا سکتی ہیں۔

سب سے پہلے ہمیں اپنی نیت کی اصلاح کرنی چاہیے، کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: "اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بلکہ اسے تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔" الحج۔

لہٰذا نمائش اور دکھاوے سے بچ کر صرف رضا الٰہی کو مقدم رکھیں۔ عملی طور پر خواتین کو چاہیے کہ وقت کی ایسی منصوبہ بندی کریں کہ کچن کے کاموں کی وجہ سے نماز، تکبیراتِ تشریق اور ذکر واذکار متاثر نہ ہوں۔ گوشت کی تقسیم میں عدل واحسان سے کام لیں۔ بہترین حصہ مستحقین اور سفید پوش رشتہ داروں کے لیے الگ کریں۔ فریزر بھرنے کے بجائے دوسروں کے دلوں کو خوشیوں سے بھرنے کی کوشش کریں۔

بچوں کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کا قصہ سنائیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

2023 میں سب سے چھوٹے بیٹے کی شادی کے لیے وہ شدید علالت کے باوجود کینیڈا سے پاکستان آئے۔ شادی کی تقریب نہایت شاندار تھی، مگر سب کے دلوں میں ایک درد بھی موجود تھا کہ ناناجان بیماری سے لڑ رہے تھے اور بہت کمزور ہو چکے تھے۔

نانی کہا کرتی تھیں: ''اب جب ہم پاکستان آ گئے ہیں تو یہیں رہیں گے۔'' اسی ارادے سے گھر کی مرمت بھی کروائی گئی، مگر بیماری نے دوبارہ شدت اختیار کر لی۔ پھر دونوں ماموں، جو کینیڈا میں مقیم ہیں، انہیں واپس اپنے پاس لے گئے۔ وہ کہتے تھے کہ پاکستان میں بیٹیاں تو موجود ہیں، مگر آخر وہ اپنے اپنے گھروں کی ذمہ دار ہیں۔ نانی نے ناناجان کی بے حد خدمت کی۔ وہ اکثر کہا کرتی تھیں: ''میں ان کی خدمت کیسے نہ کروں؟ میرے شوہر نے مجھے زندگی بھر کبھی کوئی دکھ نہیں دیا، کبھی اُف تک نہیں کہا۔ وہ صرف میرے شوہر نہیں، میرے ہمسفر ہیں۔'' دل کی مریضہ ہونے کے باوجود نانی اپنے ہاتھوں سے سارے کام کرتیں اور پوری محبت و شفقت کے ساتھ ناناجان کی تیمارداری میں مصروف رہتیں۔

قسط: ۲

ناناجان

ایک بابرکت زندگی کی جھلک

فاطمہ سعید الرحمٰن

بیماری کے باعث اگرچہ ان کی یادداشت کمزور ہو چکی تھی، مگر نماز، خصوصاً تہجد کے وہ اس قدر پابند تھے کہ نماز کے اوقات میں خود ہی اٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے۔ نانی جان طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھتے ہوئے انہیں منع کرتیں کہ اس حالت میں نماز ادا کرنا درست نہیں، مگر ناناجان نماز کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ان کا دل ہر وقت عبادت کی طرف مائل رہتا اور وہ دن رات نماز پڑھنے کی جستجو میں لگے رہتے تھے۔

بھائی جان، یعنی اپنے بڑے مفتی نواسے سے اکثر کہتے: ''مولانا! جماعت کرواؤ، نماز پڑھتے ہیں۔''

آخری بار جب وہ ہمارے گھر قیام پذیر تھے تو ایک رات نو بجے سے بارہ بجے تک تقریباً بیس مرتبہ بھائی جان کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔ عبادت سے ان کی محبت اور نماز سے وابستگی آخری عمر تک قائم رہی۔

اللہ تعالیٰ نے ناناجان کو نہایت خوبصورت اور بابرکت زندگی عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی اولاد، نواسیوں اور نواسوں کی شادیاں دیکھیں، پھر ان کی اولاد کو بھی شفقت و محبت دی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ انہوں نے کھانا پینا بہت کم کر دیا، پھر انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑا جہاں

انہوں نے نہایت تکلیف دہ ایام گزارے۔ مختلف ممالک میں مقیم اولاد اور خاندان کے افراد وڈیو کالز کے ذریعے ناناجان کی تکلیف دیکھتے رہے اور مسلسل ان کے لیے دعائیں کرتے رہے۔

30 مارچ 2026 کی رات 12:45 پر وہ دردناک خبر موصول ہوئی کہ ناناجان اب ہم میں نہیں رہے۔ سانس جیسے رک سی گئی، دل یہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ بار بار یہی امید جاگتی کہ شاید خبر غلط ہو، شاید ابھی اطلاع آئے کہ ناناجان خیریت سے ہیں۔ مگر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

وہ لمحہ ایسا تھا جیسے دل کو چیر کر رکھ دے۔ اپنے کسی قریبی کے انتقال کی خبر انسان کے وجود کو اندر تک ہلا دیتی ہے۔ پھر دنیا کے مختلف ممالک، پاکستان، متحدہ عرب امارات اور کینیڈا میں موجود تمام بچے، نواسے اور رشتہ دار ویڈیو کال کے ذریعے آخری رسومات دیکھتے رہے۔ اسی کیفیت میں رات گزری اور اگلے دن دوپہر کو جنازہ ادا کیا جانا تھا۔

ماموں کے بقول: ''یورپ کے ملک میں ہسپتال سے لے کر جنازے تک تمام معاملات نہایت حسنِ اسلوب سے انجام پائے، کہیں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ قبر کے انتظامات بھی بہت آسانی سے ہو گئے، جن کی تیاری ڈاکٹر کی اطلاع کے بعد دو دن پہلے ہی شروع کر دی گئی تھی۔ مگر یہ سب میرے لیے انتہائی صبر آزما وقت تھا۔''

انتقال کے بعد ناناجان کی میت کو دن رات کینیڈا کی ایک مسجد میں رکھا گیا۔ جس انسان کو زندگی بھر مسجد سے محبت رہی ہو، جو اول وقت میں نماز ادا کرنے اور پہلی صف میں پہنچنے کا خاص اہتمام کرتے ہوں، اور مسجد میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا پسند کرتے ہوں، اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات کے بعد بھی اپنے گھر ہی میں جگہ عطا فرمائی۔ غسل کے لیے دوسرے شہر سے امام صاحب تشریف لائے، جبکہ ان کے دو بیٹوں نے بھی اس سعادت میں شریک ہو کر اپنے ہاتھوں سے ناناجان کو غسل دیا۔

دل کو اُس وقت عجیب سکون ملا جب ماموں نے بتایا: ''غسل کے دوران امام صاحب مجھ سے پوچھنے لگے: کیا آپ بھی اپنے والد کے جسم سے خوشبو محسوس کر رہے ہیں؟'' ماموں نے جواب دیا: ''جی بالکل، کیا یہ عطر کی خوشبو ہے؟'' امام مسجد نے فرمایا: ''نہیں! میں نے اپنی زندگی میں بے شمار میتوں کو غسل دیا ہے، مگر آپ کے باباجان اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی یہ منظر دکھادیا کہ ان کے جسم سے عطر کی سی خوشبو آرہی ہے۔''

امام صاحب کے یہ الفاظ سن کر دل مزید رقت سے بھر گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کا احساس اور بھی گہرا ہو گیا۔

MashaAllah, when they were washing Daji's body, there was a beautiful fragrance coming from his body. May Allah also grant us a beautiful death. Aameen.

ہنر ایک نعمت ہے

ابو محمد

اللہ تعالٰی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے، جن میں سے کچھ ظاہری ہیں اور کچھ باطنی۔ انھی باطنی نعمتوں میں سے ایک عظیم ترین نعمت "ہنر" ہے۔ ہنر سے مراد کسی کام کو کرنے کی وہ خاص مہارت، صلاحیت یا فن ہے جو انسان کو دوسروں سے منفرد بناتا ہے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے جسے نہ تو کوئی چرا سکتا ہے اور نہ ہی یہ بانٹنے سے کم ہوتی ہے، بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں مزید نکھار آتا ہے۔ قدیم دور سے لے کر آج کے جدید ٹیکنالوجی کے دور تک، دنیا میں جتنی بھی ترقیاں ہوئی ہیں، وہ سب انسانی ہنر اور کاریگری کی مرہونِ منت ہیں۔

کوئی انسان پیدائشی طور پر سیکھ کر نہیں آتا، بلکہ وہ اپنی لگن اور محنت سے کسی نہ کسی فن میں مہارت حاصل کرتا ہے۔ کوئی لکڑی سے خوبصورت شاہکار تراشتا ہے، کوئی رنگوں سے کینوس پر زندگی پھونک دیتا ہے، کوئی مشینوں کو اپنی انگلیوں پر نچاتا ہے تو کوئی کمپیوٹر کوڈنگ کے ذریعے نئی دنیا تخلیق کرتا ہے۔ یہ تمام شکلیں ہنر ہی کی ہیں۔

ہنر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسان کو کسی کا محتاج نہیں ہونے دیتا۔ ایک ہنر مند انسان کبھی بھوکا نہیں مر سکتا۔ جہاں ڈگریاں اور تعلیمی اسناد بعض اوقات نوکری کے حصول میں ناکام ہو جاتی ہیں، وہاں ایک چھوٹا سا ہنر بھی انسان کے لیے عزت کی روٹی کمانے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسی لیے ہنر کو "سونے کی چڑیا" اور "مقدس پیشہ" بھی کہا گیا ہے۔ خود انحصاری اور خودداری کا جو احساس ہنر سے پیدا ہوتا ہے، وہ کسی اور چیز سے ممکن نہیں۔ موجودہ دور "ہنر مندی کا دور" ہے۔ آج دنیا بھر میں روایتی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل اور ڈیجیٹل ہنر (جیسے گرافک ڈیزائننگ، سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ، اور فری لانسنگ) کی مانگ بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

وہ قومیں کبھی پیچھے نہیں رہتیں جو اپنے نوجوانوں کو ہنر مند بناتی ہیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہنر خدا کا ایک انمول تحفہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی صلاحیتوں کو پہچانیں، وقت ضائع کرنے کے بجائے کوئی نہ کوئی مفید ہنر سیکھیں اور ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔ یاد رکھیے، ہاتھ کا ہنر انسان کی سب سے بڑی طاقت اور سچی عزت ہے۔

خدا نے دی ہے جو قدرت تو کچھ کمال دکھا
وہ کام کر کہ زمانہ تیری مثال مانگے

حج کے بعد کی زندگی

عذرا خالد

حج صرف سفر نہیں، ایک نئی زندگی کی شروعات ہے۔حج کے سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اکثر ہمارے دل میں خیال آتا ہے کہ جیسے ہی ہم حرمِ مکی میں داخل ہوں گے، روحانیت کی کیفیت خود بخود ہمارے دلوں پر چھا جائے گی، دنیا کی محبت ختم ہو جائے گی اور عبادت میں دل پوری طرح لگ جائے گا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اب ہم اللہ کے مہمان بن چکے ہیں، اور دنیا سے تعلق خود ہی ٹوٹ جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ شیطان وہاں بھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر احساس ہوتا ہے کہ اللہ کے گھر تک پہنچ جانا تو آسان ہے، مگر اپنے دل کو مسلسل اللہ کی طرف متوجہ رکھنا، عبادت میں اخلاص پیدا کرنا اور غفلت سے بچنا ایک مسلسل جدوجہد ہے۔شیطان وہاں بھی انسان کو غفلت، ریاکاری، فضول مصروفیات، خریداری اور دنیاوی مشغولیات میں الجھائے رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔اسی لیے حج کے لیے صرف مالی اور جسمانی تیاری اہم نہیں، بلکہ فکری، روحانی اور قلبی تیاری بھی بے حد ضروری ہے۔حج پر جانے سے پہلے مناسکِ حج کو اچھی طرح سمجھ کر، اپنے دل اور نیت کی اصلاح کرنا اہم ہے۔اخلاص پیدا کریں، اپنے مقصدِ حج کو بار بار یاد کریں اور اللہ سے تعلق مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔

حج کے بعد کی زندگی کیسی ہونی چاہیے؟

حج صرف چند دنوں کی عبادت کا نام نہیں، بلکہ یہ انسان کی پوری زندگی بدل دینے والا عظیم سفر ہے۔یہ اللہ تعالیٰ سے نئے عہد، نئی سوچ اور نئی زندگی کی شروعات کا نام ہے۔

حج سے واپسی پر زندگی میں تقویٰ، عاجزی، حسنِ اخلاق اور اطاعتِ الٰہی پہلے سے زیادہ نمایاں ہونا چاہیے۔

سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ""اور اپنے لیے زادِ راہ لے لو، اور سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے۔""یعنی حج کا اصل مقصد دل میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔

1۔گناہوں سے بچنے کی کوشش:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ""جس نے اللہ کے لیے حج کیا، پھر نہ فحش بات کی اور نہ گناہ کیا، وہ ایسے لوٹتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔"" (بخاری)

حج انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے، اس لیے حج کے بعد دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹے جن سے اللہ نے اسے پاک فرمایا ہے۔

جھوٹ، غیبت، حسد، بدنگاہی، ظلم، بے نمازی اور حرام کمائی سے خود کو بچانے کی کوشش کریں۔

2۔ نمازوں کی پابندی:

حج کے بعد سب سے نمایاں تبدیلی نماز میں نظر آنی چاہیے۔ جو شخص بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر اللہ سے معافی مانگ کر آیا ہو، اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ نماز میں غفلت کرے۔ نماز انسان کو سیدھے راستے پر قائم رکھتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز، تہجد، تلاوتِ قرآن اور ذکر و اذکار کو اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنالینا چاہیے۔

3۔ عاجزی اور انکساری اختیار کرنا:

حج انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ سب انسان اللہ کے سامنے برابر ہیں۔ حالت احرام میں امیر و غریب، بادشاہ و مزدور سب ایک ہی لباس میں نظر آتے ہیں۔ اسی لیے زندگی میں تکبر نہیں بلکہ عاجزی پیدا ہونی چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔'' (مسلم)

4۔ حقوق العباد کا خیال:

بعض لوگ عبادات تو بہت کرتے ہیں، مگر لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ حج انسان کو صبر، برداشت اور حسنِ سلوک سکھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' اس لیے حج کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، رشتہ داروں سے اچھا تعلق، پڑوسیوں کا خیال، بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی اور لوگوں کے ساتھ نرمی و محبت۔ یہ سب زندگی کا حصہ بن جانا چاہیے۔

5۔ دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر:

حج کے مناسک میدانِ حشر کی یاد دلاتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں کا سفید لباس میں جمع ہونا قیامت کا منظر یاد دلا دیتا ہے۔ حج کے بعد کی زندگی میں سوچ، ترجیحات اور فیصلوں میں آخرت کا رنگ نمایاں ہونا چاہیے۔

6۔ قرآن سے مضبوط تعلق:

حج کے بعد کی زندگی میں قرآن سے مضبوط تعلق بھی قائم رکھنا ضروری ہے۔ روزانہ قرآن کی تلاوت، اس کا ترجمہ سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

7۔ حج کو نئی زندگی کی شروعات سمجھنا:

حج کے بعد یہ احساس ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ اب اس کی زبان، نگاہ، سوچ، لباس، معاملات اور تعلقات سب اللہ کی رضا کے مطابق ہونے چاہیے۔ قبولِ حج کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ انسان پہلے سے بہتر ہو جائے۔ اگر حج کے بعد نیکی بڑھ جائے اور گناہ کم ہو جائیں، تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ حج انسان کو صرف ''حاجی'' کا لقب نہیں دیتا، بلکہ ایک نئی روحانی زندگی عطا کرتا ہے۔

ارے حاجیو تم حرم جا رہے ہو

ارے حاجیوں تم حرم جا رہے ہو
بصد احترام اک پیام عرض کرنا
مزارِ مقدس پہ جب حاضری ہو
میرا بھی نبی سے سلام عرض کرنا

یہ کہنا کہ اک امتی بے سہارا
ہے بے چین وہ دردِ فرقت کا مارا
یہ کہنا مدینے سے وہ دور رہ کر
پھرے در بدر صبح شام عرض کرنا

تڑپتا ہے دل اور برستی ہیں آنکھیں
برا زیارت ترستی ہیں آنکھیں
یہ کہنا بصارت سے محروم ہے وہ
میری حالتِ غم تمام عرض کرنا

یہ کہنا گناہگار و بدکار ہے وہ
خطاؤں پہ لیکن شرمسار ہے وہ
نگاہِ کرم کا طلبگار ہے وہ
پلا دو محبت کا جام عرض کرنا

ہو مکے سے طیبہ کی جانب روانہ
نظر عاشقانہ ہو، دل عارفانہ
ادب سے سرِ راہ پلکیں بچھانا
عقیدت سے تم سلام عرض کرنا

یہ کہنا اسے ایک ہی دھن لگی ہے
صدا اس کے ہونٹوں پہ نعتِ نبیؐ ہے
بلاوے کا وہ منتظر ہے خدارا
اسے بھی ملے اِذنِ عام عرض کرنا

ہو نظروں میں جب سبز گنبد کی جالی
لبوں پہ سجی ہو درودوں کی ڈالی
تو اس وقت کہنا پریشاں ہے آقا
وہ محسن تمہارا غلام عرض کرنا

احسان محسن

بقیہ صفحہ ۶ کا خواب دیکھ کر جب بیٹے سے پوچھا: "اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب تم دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟" (الصافات) تو بیٹے نے سر تسلیم خم کر دیا۔ یہ اطاعت کا وہ سبق ہے جو ہماری نسلوں کو سیکھنا چاہیے۔ آخر میں، اس عید پر اپنی انا، ضد اور رنجشوں کی قربانی بھی دیں۔ اگر کسی سے ناراضگی ہے تو پہل کر کے اسے ختم کریں۔ اللہ تعالی ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہمیں حقیقی معنوں میں ایثار کا پیکر بنا دے۔ (آمین)

لندن میں تاریخی مکالمہ

سہیل باوا ختم نبوت اکیڈمی لندن

29اپریل2026کادن ایک تاریخ سازدن کے طورپر یادرکھاجائے گا،جب مرزائی جماعت کے ساتھ ایک اہم علمی نشست منعقدہوئی۔اس نشست میں طے شدہ عنوان مرزاقادیانی کے''دومحمد''عقیدہ پرگفتگوتھا۔

الحمدللہ،پہلی نشست ہی میں مرزائی فریق اپنے موقف کا دفاع کرنے میں ناکام رہااوراکابرینِ امت کی عبارات پیش کرتے ہوئے اپنے ہی مقدمے سے دستبردارہوتانظرآیا۔ مکالمہ کے دوران یہ بات واضح طورپرسامنے آئی کہ مرزائی حضرات اپنے اصل عقیدہ کے اظہارمیں یاتوجھجک محسوس کرتے ہیں یاکسی خوف کاشکارہیں۔بظاہریہ اندیشہ بھی موجودہے کہ اگروہ کھل کراپنے عقائدبیان کریں توعام مرزائی افرادپرحقیقت واضح ہوجائے گی۔یہی وجہ ہے کہ اصل موضوع سے ہٹ کراکابرین کی عبارات کوزیرِبحث لانے کی کوشش کی گئی،حالانکہ یہ طے شدہ شرطوں کے خلاف تھا۔

یہ بات بھی قابل غورہے کہ مرزائی جماعت اپنے بانی مرزاقادیانی کو''عین محمد''تسلیم کرتی ہے،جوکہ بنیادی طورپر''دومحمد''کے عقیدہ کی طرف اشارہ کرتاہے۔ مگرجب اس عقیدہ پربراہِ راست گفتگوکاموقع آیاتوواضح اور دوٹوک جواب دینے سے گریزکیاگیا۔

ہم واضح کرناچاہتے ہیں کہ اکابرینِ امت کی عبارات ہمارااصل موضوع نہیں تھا،اورنہ ہی اس نشست میں اس پربحث طے تھی۔اس کے باوجوداگرکسی مرزائی فردکوان عبارات کے حوالے سے کوئی اشکال یاشبہ ہے تووہ ہمارے پاس آکراس کی مکمل وضاحت حاصل کر سکتاہے۔

مزیدبرآں،ہم مرزائی جماعت کے مربیان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے مرکزختم نبوت لندن تشریف لائیں۔تاہم،شرط یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ کلمۃالفصل اورتحذیرالناس کی اصل کاپی ضرورلے کر آئیں،تاکہ ان عبارات کوصحیح تناظرمیں ہمیں سمجھاسکے۔

ڈبیٹ کانتیجہ برآمد

29اور30اپریل بروزبدھ کادن میری زندگی میں ایک غیرمعمولی اورتاریخی حیثیت اختیارکرگیاتھایہ وہ دن تھا جب رفقائے ختم نبوت لندن نے براہِ راست جاکرمرزائی قادیانی جماعت کے دعووں کوچیلنج کیااوردلائل کی بنیادپر انہیں جھوٹااورکذاب ثابت کیا،جبکہ عام مرزائی افراد (کومن ممبرز)کوسنجیدگی سے سوچنےاورتحقیق کرنے کی دعوت دی۔الحمدللہ،یہ محض ایک مکالمہ نہیں تھابلکہ ایک فکری بیداری کی ابتداثابت ہوا۔

اس دن کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے دو سال پیچھے جانا ضروری ہے۔ سنہ 2024 میں جب محمد امتیاز بھائی لندن تشریف لائے، تو بروز اتوار اسپیکر کارنر میں مرزائی جماعت کو مکالمہ کی دعوت دی گئی۔ ان کی طرف سے چند افراد آئے، اور وہاں یہ طے پایا کہ وہ اپنی مرکزی جماعت سے اجازت لے کر باقاعدہ مکالمے کا اہتمام کریں گے۔ لیکن بعد ازاں سوشل میڈیا (ٹوئٹر) پر مختلف بہانے بنا کر وہ پیچھے ہٹ گئے اور راہِ فرار اختیار کی۔

ان دو برسوں کے دوران عدنان رشید بھائی جب بھی لندن میں موجود ہوتے، مسلسل اسپیکر کارنر جاتے اور مرزائی جماعت کو مکالمے کی دعوت دیتے رہے۔ یہی تسلسل، یہی استقامت، اور یہی فکری محنت بالآخر رنگ لائی۔ اسپیکر کارنر کی انہی گفتگوؤں اور سوشل میڈیا پر طویل تقریباً سولہ سولہ گھنٹے اور براہِ راست مباحثوں (خصوصاً انگریزی زبان میں) نے مرزائی جماعت کے اندر، خاص طور پر خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں میں ایک فکری ہلچل پیدا کر دی۔ انہیں سوالات کرنے کا حوصلہ ملا، تحقیق کا مواد ملا، اور جب انہیں اپنے مربیان کی طرف سے تسلی بخش جوابات نہ ملے تو ان کے لیے حق کی تلاش کا راستہ کھلنے لگا۔

اسی دباؤ اور فکری بیداری نے مرزائی جماعت کو اس بار راہِ فرار اختیار کرنے سے روک دیا، اگرچہ انہوں نے آخری حربہ استعمال کرنے کی کوشش ضرور کی۔ مکالمے کی طے شدہ ویڈیو کے ٹائٹل میں ایک طرف اپنی جماعت کی شناخت اور اپنے نمائندوں کی تصاویر لگائیں، جبکہ دوسری طرف عدنان رشید اور محمد امتیاز بھائی کی تصاویر کے پس منظر میں ایک مخصوص جھنڈا دکھا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ یہ حضرات کسی متنازع تنظیم سے وابستہ ہیں، جو برطانیہ میں بین یا بلیک لسٹ ہے۔ لیکن ان دونوں بھائیوں نے انتہائی صبر اور حکمت کا مظاہرہ کیا، تاکہ کسی بھی صورت میں مرزائی جماعت کو ایک بار پھر فرار کا موقع نہ مل سکے۔

میری ذاتی رائے میں، ان دونوں حضرات کی مسلسل محنت۔ خصوصاً انگریزی زبان میں دلائل کے ساتھ مکالمہ کرنا اور اسپیکر کارنر جیسے عالمی پلیٹ فارم پر کھل کر گفتگو کرنا۔ مرزائی جماعت کے لیے انتہائی تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بالآخر اس مکالمے پر آمادہ ہوئے۔ اب اگر اس تاریخی دن کے نتائج کی بات کی جائے، تو یہ نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ اس مکالمے کے بعد متعدد سابق قادیانی افراد نے رابطہ کیا اور بتایا کہ وہ پہلے ہی اس جماعت کو چھوڑ چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ انہیں حق کی پہچان نصیب ہوئی۔ مزید یہ کہ کچھ ایسے افراد بھی سامنے آئے جو ابھی تحقیق کے مراحل میں ہیں اور سنجیدگی سے حق کی تلاش میں مصروف ہیں۔

بلاشبہ، یہ دن اسلام کی ایک فکری اور معنوی فتح کا دن تھا۔ ایک ایسی فتح جو دلائل، حکمت اور صبر کے ذریعے حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق پر ثابت قدم رکھے اور مزید لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

سیرت النبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم

قسط نمبر ۱۲

زوجہ محمد اقبال

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں ایسی شان ہے کہ ساری زندگی بھی انسان اس کو بیان کرنے کے لیئے جدوجہد کرے تو زبانیں گم ہو جائیں گی قلم ٹوٹ جائیں گے لیکن نبی اکرم ﷺ کی سیرت کے پہلو بیان نہیں کر سکتا، ہم مسلمانوں کا الحمدللہ یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے جتنے پیغمبر مبعوث فرمائے۔ جتنے نبی بھیجے رسول آئے جن کی صحیح تعداد کا علم اللہ کو ہے عام روایات سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے گئے جن میں تین سو تیرہ رسول آئے اور پھر ان تین سو تیرہ رسولوں میں سے پانچ کو اولوالعزم (سب سے بلند مرتبہ والے) کہا جاتا ہے، اور پھر ان پانچ میں سے سب کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارک ہے۔

اس لئے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو یعنی آپ ﷺ کی ولادت سے قبل، آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے بعد کے احوال آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے کی علامات اور مبشرات اور ولادت سعادت کے وقت کے حالات آپ ﷺ کی رضاعت، آپ ﷺ کا بچپن، آپ ﷺ کی جوانی، آپ ﷺ کے ازواج مطہرات سے نکاح، آپ ﷺ کی بعثت، آپ ﷺ پر نزول قرآن کا زمانہ، آپ ﷺ کی مکی زندگی، آپ ﷺ کی ہجرت، آپ ﷺ کا معراج، آپ ﷺ کا اسراء، آپ ﷺ کے غزوات، اسی طرح آپ ﷺ کا جمال، آپ ﷺ کے معجزات اور معجزات کی اقسام کہ معجزات سماوی پھر معجزات ارضی، وہ معجزات جن کا تعلق جسد رسول سے اسم رسول سے ہے، آپ ﷺ کے دین کی آفاقیت، آپ ﷺ کی کتاب کی عالمگیریت، آپ ﷺ کا جن وانس کے لئے سراپا رحمت، آپ ﷺ کا دور فتح مکہ، آپ ﷺ کا دور اپنوں کے ساتھ، آپ ﷺ کا دور بے گانوں کے ساتھ، آپ ﷺ کی خارجی زندگی، آپ ﷺ کی داخلی زندگی، آپ ﷺ کے معملات اور برتاؤ غلاموں کے ساتھ۔

ہمارا ایمان ہے کہ ساری دنیا کے پڑھے لکھے لوگ بھی سیرت پاک پہ لکھنا شروع کر دیں تو ہماری اپنی عقلیں، اپنی جدوجہد، کوششیں، ہمتیں، ہماری زبانیں گم ہو جائیں گی لیکن سیرت پاک کے پہلو کسی طرح سرانجام ہم پورے نہیں کر سکتے ﷺ۔ جاری ہے

آخری قسط

مقدمہ

انعم توصیف، کراچی

مولوی صاحب تیزی سے چلتے ہوئے، آس پاس محتاط انداز میں دیکھتے ہوئے بیٹی کو سمجھاتے۔ "تیری ماں تو جانتی ہے کہ ہم کہاں کہاں جا سکتے ہیں؟ عبد الرزاق اس کا بھائی ہے۔ وہ اس کی مدد کر سکتی ہے۔ اس لیے ہم کسی ملنے والے کے ہاں نہیں جائیں گے۔"

باپ بیٹی اللہ کے رسول ﷺ کی محبت میں ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے پھر رہے ہیں۔ جہاں اناج کا ڈھیر لگا نظر آتا ہے۔ وہاں باپ بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ "بیٹی اس کے اندر چھپ جاؤ۔ جلدی کرو۔" گھنٹوں وہیں بھوکے پیاسے چھپے ہیں۔" بابا بہت گرمی ہے۔ مجھے پیاس لگ رہی ہے۔ ہم کب گھر جائیں گے۔"" صبر میری بیٹی"

بیٹی خاموش ہو کر وہیں بیٹھ جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، ان کے ہاتھوں جام کوثر پینے کی خواہش میں باپ بیٹی گرمی برداشت کر رہے ہیں۔" بابا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سب کچھ قربان۔"

گرمی کی شدت سے بیٹی کا جھلستا چہرہ دیکھ کر باپ کی آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔

عدالت میں مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء قادیانیوں کے خلاف کھڑے ہیں۔ جن کے دلائل سے قادیانیت کی چیخیں نکل رہی ہیں۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ان سب علماء کے سربراہ ہیں۔ قادیانی تلملا رہے ہیں۔ ان کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو رہی۔ نہ مولوی صاحب اور ان کی بیٹی ہاتھ لگ رہے ہیں اور ادھر عدالت میں مسلمان علماء قادیانیوں کا مکروہ چہرہ دنیا کے سامنے لا رہے ہیں۔ اب ان کو ایک ہی حل نظر آیا۔ وہ حل کیا تھا؟ قادیانیوں کا ایک ایسا عمل جس کو سن کر آپ یقیناً حیران ہوں گے۔

"یا الٰہی ہماری مدد کر۔ ہم تو تیرے لیے، تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے ان کی محبت میں یہ سختیاں برداشت کر رہے ہیں. ہمارے لیے کوئی راستہ نکال۔ ہمیں اس بدبخت شخص کے شر سے بچا لے۔" راتوں کو اٹھ اٹھ کر عائشہ دعائیں مانگا کرتی۔ تو وہیں مولوی الٰہی بخش میلوں پیدل چل کر عدالت کے چکر کاٹتے۔ یہ ایمان کی طاقت تھی جو غربت کے باوجود

بھی انہیں اپنے موقف سے ہٹنے نا دیتی۔

"ظالموں نے میرے بھائی کو مار ڈالا۔"

یہ دسمبر 1934ء کا ایک دن تھا جب مولوی الٰہی بخش کی بیوی اپنے بھائی کی موت کا سن کر اونچی آواز میں رو رہی تھی۔ عبدالرزاق جوان ملعون قادیانیوں کی جماعت کا ایک فرد بن چکا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ سب تکلیفیں عائشہ کی زندگی کا حصہ بنی تھیں۔ اس کو خود ہی قادیانیوں نے اپنے راستے سے ہٹا دیا تھا۔ ان کو لگتا تھا کہ عبدالرزاق کے مرنے سے نکاح کا رشتہ ہی ختم ہو جائے گا تو پھر کیسا مقدمہ؟

اللہ کا بہاولپور کی سرزمین پر عدالتی طور پر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کے دشمن، قادیانیوں کا اصلی چہرہ سامنے لانا تھا۔ تب ہی اس نکاح کو ایک ذریعہ بنایا گیا۔ تب ہی عبدالرزاق کی موت کے بعد بھی یہ مقدمہ چلتا رہا اور اس کا فیصلہ 7 فروری 1935ء کو آیا۔ جس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار اپنے عقائد و اعمال کی بنا پر کافر ہیں اور خارج از اسلام ہیں۔" اس ضمن میں عبدالرزاق اور غلام عائشہ کا نکاح فسخ کیا گیا۔

مولوی الٰہی بخش اور غلام عائشہ کی خوشی لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اللہ نے غلام عائشہ کو نیک خاوند محدث جلال پوری کا ساتھ نصیب کیا۔ اور نیک صالحہ بیٹا عطا کیا۔ جس سے اللہ نے بڑے بڑے خیر کے کام لیے اور لے رہا ہے۔ اللہ اپنے محبوب سے محبت کرنے والوں کو خوب نوازا کرتا ہے۔

مقدمہ بہاولپور کو گزرے 90 برس ہو چکے مگر سرزمین ہند پر قادیانیوں کے دجل و فریب کو بے نقاب کرنے پر اس مقدمے کو سدا یاد رکھا جائے گا۔

خواتین کے مسائل

دارالافتاء الاخلاص

ذاتی گھر کے علاوہ ایک پلاٹ ہونے کی صورت میں قربانی کا حکم (فتوی نمبر: 10576)

سوال: ہم جس گھر میں رہتے ہیں، اس کو پہلے رہائش کی نیت سے بنایا تھا، پھر اس کے فروخت کرنے کی نیت کر لی تھی، لیکن اب مجبوری کی بنا پر اس گھر میں رہائش اختیار کر لی ہے اور ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے، مگر گھر فروخت نہیں ہوا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ گھر مال تجارت کہلائے گا اور کیا گھر کے مالک پر اس بنا پر قربانی واجب ہوگی، جبکہ اس کے پاس کوئی اور واجب قربانی کی شرط نہیں ہے، مگر ایک اور پلاٹ ہے جو تجارت کی نیت سے لیا تھا اور ابھی تک فروخت نہیں ہوا؟

جواب: پوچھی گئی صورت میں جس گھر میں آپ رہائش پذیر ہیں، یہ گھر مال تجارت نہیں ہے، اس لیے اس گھر کی وجہ سے آپ پر قربانی واجب نہیں ہے، البتہ جو پلاٹ آپ نے تجارت کی نیت سے خریدا ہے، یہ خود یا دوسرے اموال یا زائد از ضرورت سامان کے ساتھ مل کر اگر ان کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت تک پہنچ رہی ہو تو آپ پر قربانی واجب ہوگی۔ (الفتاوی الھندیۃ: 1/191، ط: مکتبۃ رشیدیۃ)

حج کا مکمل طریقہ

سوال: مفتی صاحب! حج کا مکمل طریقہ بیان فرمادیں، نیز حج کی اقسام بھی بتادیں اور یہ بھی بتادیں کہ کونسا حج کرنا افضل ہے؟

جواب: واضح رہے کہ حج کی تین قسمیں ہیں: حجِ افراد، حجِ تمتع اور حجِ قران

حجِ افراد: اگر حاجی میقات سے صرف حج کا احرام باندھے تو ایسے حج کو "حجِ افراد" کہتے ہیں۔

حجِ تمتع: اگر حاجی حج کے مہینوں (شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ) میں عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے، پھر آٹھ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ کر حج کرے، تو ایسے حج کو "حجِ تمتع" کہتے ہیں۔

حجِ قران: اگر حاجی میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام نہ کھولے، احرام ہی کی حالت میں رہے، پھر اسی احرام کے ساتھ حج کرے، تو ایسے حج کو "حجِ قران" کہتے ہیں۔

حج کی کون سی قسم افضل ہے؟

ذکر کردہ حج کی تین اقسام میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک افضل حجِ قران ہے، لیکن آج کل چوں کہ سفر حج کا نظام الاوقات حاجی کے قابو میں نہیں رہتا، اور بعض اوقات وقت سے بہت پہلے حاجی کو مکہ پہنچنا ہوتا ہے، اتنے طویل عرصہ تک احرام کی حالت میں رہنا اور احرام کی ممنوعات سے بچنا مشکل ہوتا ہے، اور مستحب عمل کے لیے

حرام کا ارتکاب کرنا یا اس کے ارتکاب کا خطرہ مول لینا مناسب نہیں ہے، اسی لیے بعد کے علماء کرام نے دور دراز سے مکہ مکرمہ جانے والوں کے لیے "حج تمتع" کو افضل قرار دیا ہے۔

ذیل میں حجِ افراد کا مکمل طریقہ ذکر کیا جاتا ہے:

حج کا مکمل طریقہ:

حاجی آٹھ (8) ذی الحجہ کو فجر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہو، منی میں پہنچ کر پانچ نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کرے۔ نو (9) ذی الحجہ کو فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو جائے، عرفات پہنچ کر ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ظہر کے وقت میں ادا کرے اور غروب آفتاب تک عرفات میں رہے، غروب آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے۔

مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں ادا کرے، رات مزدلفہ میں گزارے اور پھر دس (10) ذی الحجہ کو فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کرنے کے بعد منیٰ کے لیے روانہ ہو جائے۔

منیٰ پہنچ کر رمی یعنی بڑے شیطان کو کنکریاں مارے، حجِ تمتع یا قران کرنے والا دمِ شکر یعنی حج کی قربانی کرے، اس کے بعد حلق (سر منڈا) کرا احرام سے نکل جائے۔

یاد رہے کہ یہ تینوں کام (شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور حلق کرنا) اسی ترتیب سے واجب ہیں۔

حلق کرانے کے بعد وہ تمام ممنوعاتِ احرام حلال ہو جائیں گے، جو احرام کی وجہ سے منع تھے، سوائے بیوی کے جو طواف زیارت کے بعد حلال ہو گی۔

اس کے بعد طوافِ زیارت کرے، جو دسویں کو کرنا افضل ہے، بارہ (12) تاریخ کے سورج غروب ہونے تک کر سکتا ہے، اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہیں کی، تو طواف زیارت کے ساتھ رمل بھی کرے اور اگر احرام اتار لیا ہے، تو اضطباع بھی نہ کرے، ورنہ اضطباع کرے، اب طواف زیارت کے بعد بیوی بھی حلال ہو جائے گی۔

اس کے بعد منی میں قیام کرے، گیارہویں کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرے، اسی طرح بارھویں کو بھی رمی کرے، پھر چاہے تو مکہ واپس آجائے، افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو زوال کے بعد رمی کر کے آئے

بس اب مفرد کا حج مکمل ہو چکا، جب تک چاہے مکہ میں قیام کرے اور خوب طواف اور عمرہ کرے، مگر عمرہ تیرہ ذی الحجہ کے بعد کرے، کیونکہ نو سے تیرہ ذی الحجہ تک عمرہ کرنا منع ہے۔ (مختصر القدوری: ص: 65، ط: دار الکتب العلمیۃ)

ایک غیر متوقع مگر قلب کو بدل دینے والا
روحانی سفر

حجاب امجد سعودی عرب

نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد میں اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھی کہ اچانک ابو نے مسکراتے ہوئے کہا: "چلو، آج عمرہ کرنے چلتے ہیں۔" یہ الفاظ سنتے ہی دل جیسے خوشی سے بھر گیا۔ چند لمحوں کے لیے یقین ہی نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی اچانک اپنے گھر کی حاضری نصیب کر دی۔ حج سے پہلے یہ آخری ممکنہ عمرہ تھا، اس لیے اس کی اہمیت دل میں اور بھی بڑھ گئی۔ گھر میں ایک خوبصورت سی ہلچل مچ گئی۔ امی تیاری کے ساتھ ساتھ دعائیں پڑھ رہی تھیں، میری چھوٹی بہن خوشی سے اِدھر اُدھر گھوم رہی تھی، اور میں خاموشی سے بار بار اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ اُس نے ہمیں اپنے گھر بلایا۔

ہم جدہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے تو سڑکیں حیرت انگیز طور پر خالی تھیں۔ رمضان ختم ہونے کے بعد زیادہ تر لوگ اپنے ممالک واپس جا چکے تھے، اس لیے راستے میں ایک عجیب سا سکون تھا۔ گاڑی آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور میں کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی۔ سورج کی روشنی پہاڑوں پر پڑ رہی تھی اور وہ سنہری رنگ میں نہائے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ کہیں کہیں ہلکی سی ہریالی خشک زمین کے درمیان زندگی کی علامت بن کر ابھر رہی تھی۔ وہ راستہ صرف سڑک کا سفر نہیں لگ رہا تھا بلکہ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے روح کسی خاص منزل کی طرف کھنچی چلی جا رہی ہو۔

راستے بھر ہم درود شریف، تلبیہ اور ذکر میں مشغول رہے۔ "لبیک اللّٰھم لبیک..."

مکہ مکرمہ کے قریب پہنچتے ہی دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔ وہ کیفیت لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ کچھ مقامات ایسے ہوتے ہیں جہاں پہنچ کر انسان بولنا بھول جاتا ہے۔ مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت بھی دل پر ایسی ہی خاموشی طاری تھی۔ جب پہلی بار بیت اللہ پر نظر پڑی تو وقت جیسے رک گیا۔

حج کی تیاریوں کی وجہ سے غلافِ کعبہ اوپر اٹھایا گیا تھا، اور یہ منظر غیر معمولی طور پر خوبصورت لگ رہا تھا۔ رش کم تھا، ماحول پر سکون تھا، اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکون کے چند خاص لمحے عطا کیے ہوں۔ بعض اوقات اللہ اپنے بندوں کو ہجوم سے ہٹا کر تنہائی میں

اپنے قریب کرلیتا ہے، شاید یہ اُنہی لمحوں میں سے ایک تھا۔

ہم نے طواف شروع کیا۔ ہر چکر کے ساتھ دل کی کیفیت بدلتی جا رہی تھی۔ کبھی آنکھیں نم ہو جاتیں، کبھی بے اختیار دعائیں زبان پر آ جاتیں۔ وہاں جا کر انسان کو احساس ہوتا ہے کہ دنیا کی کتنی ہی پریشانیاں کیوں نہ ہوں، اللہ کے گھر کے سامنے سب چھوٹی لگنے لگتی ہیں۔ طواف کرتے ہوئے ایک لمحے کے لیے یہ احساس بھی آیا کہ شاید قیامت کے دن بھی انسان اسی طرح اپنے رب کی رحمت کے گرد امید لے کر کھڑا ہو گا۔ طواف صرف چلنے کا نام نہیں، یہ دراصل انسان کے دل کا اپنے رب کے گرد گھومنا ہے۔ انسان پوری زندگی دنیا کے گرد گھومتا رہتا ہے۔ خواہشات، لوگوں، منصوبوں اور خوف کے گرد۔ مگر بیت اللہ کے سامنے جا کر احساس ہوتا ہے کہ اصل مرکز صرف اللہ کی ذات ہے۔ جب تک دل کا قبلہ درست نہ ہو، زندگی کو سکون نہیں ملتا۔

سعی کے دوران مجھے یہ احساس بھی بار بار ہو رہا تھا کہ عبادت صرف ظاہری اعمال کا نام نہیں۔ اصل عبادت دل کی کیفیت ہے۔ دو لوگ ایک ہی جگہ، ایک ہی وقت میں، ایک ہی عمل کر رہے ہوتے ہیں، مگر اُن کے دلوں کے اخلاص کی وجہ سے اُن کے درجات میں زمین و آسمان جتنا فرق ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قدموں سے زیادہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ شاید اسی لیے حج انسان کے جسم سے زیادہ اُس کے دل کی تربیت کرتا ہے۔

کچھ دیر کے لیے ہم مسجد الحرام میں بیٹھ گئے۔ اُس وقت نہ دنیا کی جلدی تھی، نہ وقت کا احساس۔ بس ایک خاموش سکون تھا۔ سامنے بیت اللہ تھا، ارد گرد عبادت میں مشغول لوگ تھے، اور دل عجیب طرح سے نرم ہو چکا تھا۔

واپسی کا وقت آیا تو دل میں ہلکی سی اداسی اتر آئی۔ طوافِ وداع کی کیفیت شاید ہر اُس شخص کے دل میں ہوتی ہے جو اللہ کے گھر سے محبت کرتا ہے۔ انسان واپس تو آ جاتا ہے، مگر دل کا ایک حصہ وہیں رہ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیت اللہ سے لوٹنے کے بعد بھی انسان بار بار اُسی طرف کھنچتا ہے۔ رات کے وقت ہم جدہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ صحرا کی خاموش سڑکیں، اسٹریٹ لائٹس کی مدھم روشنی، اور گاڑی کے اندر پھیلا سکون۔ سب کچھ دل میں اترتا جا رہا تھا۔

ہم سب تھکے ہوئے تھے مگر دل عجیب طرح سے ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔ باہر آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے، اور میں کھڑکی سے اُنہیں دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہی تھی کہ اللہ اپنے بندوں پر کتنی رحمتیں فرماتا ہے۔ کبھی اچانک بلا لیتا ہے، کبھی بنا مانگے نواز دیتا ہے، اور کبھی ایک مختصر سا سفر انسان کی پوری سوچ بدل دیتا ہے۔

گاڑی کی ہلکی حرکت کے ساتھ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ آخری منظر جو میری آنکھوں میں تھا وہ بیت اللہ کا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے دل ابھی بھی وہیں موجود ہو۔ جب آنکھ کھلی تو ہم گھر پہنچ چکے تھے، مگر حقیقت یہ تھی کہ میرا ایک حصہ ابھی بھی مسجد الحرام میں تھا۔ یہ سفر مختصر ضرور تھا، مگر اس نے میرے دل پر گہرا نقش چھوڑ دیا۔

توکل ابراہیمی اور رحمت خداوندی

خولہ بنت اسماعیل

ذوالحجہ کا مبارک مہینہ جب بھی آتا ہے یہ اپنے ساتھ بے شمار واقعات کی فہرست لاتا ہے۔اس بابرکت مہینے کے آتے ہی اللہ تعالی کے لاڈلے نبی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وہ قربانیاں یاد آتی ہیں جو انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالی کے وہ نبی ہیں جن کی زندگی میں کڑے امتحان آئے مگر انھوں نے توکل، صبر اور شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔یہ وہ نبی ہیں جن کے والد مشرک تھے مگر انھوں نے بچپن سے حق کی راہ تلاش کی، آپ علیہ السلام بتوں سے بے زار ہو کر ایک اللہ کی تلاش میں نکلے اور آخر کار کامیاب ہوئے۔

جوانی میں قدم رکھا تو ایک اور آزمائش نے آ گھیرا، یہ وقت تھا جب نمرود نے آپ کو دہکتی آگ میں ڈالنے کا حکم دیا مگر ان کے اللہ پر توکل کا یہ عالم تھا کہ خوشی خوشی آگ میں کود گئے یہاں تک زمین و آسمان حیران رہ گئے، فرشتوں پر سکتہ طاری ہو گیا رب العالمین اپنے "خلیل" کے توکل پر خوش ہوئے اور آگ کو حکم دیا۔

ترجمہ: "ہم نے حکم دیا: اے آگ! تو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔"

آگ کو حکم خداوندی ملنے کی دیر تھی کہ وہ اپنی ازلی تپش کو فراموش کر کے سلامتی والی بن گئی، توکل کرنے والے کامیاب ہو گئے، دشمن دیکھتے رہ گئے اور سیدنا ابراہیم اس امتحان میں کامیاب ہوئے۔

اگلا امتحان اس سے بھی زیادہ مشکل تھا مگر اللہ سے محبت کرنے والوں کے لیے کچھ مشکل نہیں ہوتا، حکم ملا کہ دودھ پیتے بچے اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہ السلام کو صحرا میں چھوڑ کے آئیں۔اللہ اکبر! یہ امتحان تھا یا صبر کی انتہا؟ نہیں معلوم یہ کیا تھا، مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نزدیک یہ صرف اللہ تعالی کا حکم تھا جسے انھوں نے ہر حال میں بجا لانا تھا، حضرت ہاجرہ علیہ السلام کو جب حکم خداوندی سنایا تو وہ بھی اس حکم کے آگے بغیر کوئی سوال کیے سر تسلیم خم کر گئیں۔

یہاں سے اصل صبر و توکل کا امتحان شروع ہوا، ہر طرف صحرا ہی صحرا ہے پینے کے لیے پانی کی کوئی بوند نہیں، تپتے ہوئے صحراؤں میں ننھا بچہ ہے اور حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے پاس کوئی سوال نہیں، کوئی شکایت نہیں مشکل کی اس گھڑی میں کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ کی حمد و ثنا ہے لبوں پر، رحمت خداوندی جوش میں آ گئی، صبر کا اجر ملنے کا وقت آ گیا اور آب زمزم کا چشمہ قدرتی تحفہ بن کر ملا، وہ تحفہ جو لمبے انتظار اور خالص توکل سے حاصل ہوا، اس کڑے امتحان میں ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم نے اللہ تعالی کے نزدیک کامیابی حاصل کی۔

پیام حیاء ٹیم

کی جانب سے امت محمدیہ ﷺ کو

کی خوشیاں مبارک ہو۔

مبارک ماہ کے بابرکت ایام جن میں حجاج عظیم رکن حج کی ادائیگی میں مشغول ہیں۔

اللہ ان سب کے حج کو قبول فرمائیں انکی برکات میں امت مسلمہ کو شامل فرمائیں۔

اور سب کی عبادات و قربانی کو اپنے دربار میں قبول فرمائیں الہی... امین

بیٹی

ام عبیر محمد احمد

فاروق اپنی لاڈلی اور پیاری بیٹی کو آج رخصت کر رہے تھے۔ گھر میں ہر طرف شور تھا، مہمانوں کی چہل پہل تھی، لیکن فاروق کے دل میں عجیب سا سناٹا تھا۔ انہیں کہ یاد آ رہا تھا کہ کیسے ابھی کل کی بات ہو، جب وہ ننھی سی جان ان کی انگلی تھامے چلنا سیکھ رہی تھی۔

رخصتی کے وقت جب بیٹی نے روتے ہوئے ان کے کندھے پر سر رکھا، تو فاروق کی ضبط کی دیوار ٹوٹ گئی۔ انہوں نے کانپتی آواز میں کہا، "بیٹا! تم جہاں جا رہی ہو، وہاں کی رونق بننا۔"

آج اگر ان کے بس میں ہوتا تو اپنی پیاری گڑیا کو کبھی اپنے سے جدا نہ کرتے، وہ جانتے تھے کہ بیٹیاں تو پُر خلوص دعائیں ہوتی ہیں جو رخصت ہو کر بھی باپ کے گھر کی بلند خوشحالی کی ضامن رہتی ہیں۔ اور وہ تو ایسی چڑیاں ہوتی ہیں جو کچھ دیر آپکی منڈیر پر آ کر بیٹھتی ہیں اور پھر ررر سے اڑ جاتی ہیں۔

رب میزبان بندے مہمان

افروز عنایت

2015 میں بیٹے فرحت نے اپنے والد اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا ارادہ کیا۔ میں چھوٹے بیٹے، بہن اور نند کے ساتھ دو سال پہلے جس ٹریول گروپ کے ساتھ حج کرنے گئی تھی ان کی سروس بہت اچھی تھی لہٰذا بیٹے کے ساتھ میں بھی ان کی آفس میں بکنگ کے لئے گئی۔

حج ٹریول گروپ کے سربراہ کو بیٹے نے اپنے، والد کے اور بیوی کے فارم پر کر کے دیئے تو وہ سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہنے لگے اور حجن آپ نہیں جائیں گی؟ (ہم نے دو سال پہلے بھی اسی گروپ کے ساتھ حج کرنے گئے تھے اس لئے وہ مجھے جانتے تھے)

جی الحمدللہ میں تو دو سال پہلے ہی حج کی سعادت حاصل کر چکی ہوں۔

چیف ایگزیکٹو میری بات سن کر کہنے لگے پھر کیا ہوا؟ آپ اس سال بھی ضرور جائیں گی۔

میں نے ایسے ہی کہہ دیا کہ، اس سال تو حج کے لیے آپ نے دگنے چارجز کر دیئے ہیں۔ آپ اس کی فکر نہیں کریں آپ نے دو سال پہلے جو رقم ادا کی تھی وہی دیجئے گا بلکہ اس میں بھی پچاس ہزار کا مزید ڈسکاؤنٹ آپ کے لئے ہو گئے۔

بیٹے نے فوراً کہا امی کا فارم بھی فل کر دیں امی ہمارے ساتھ ضرور چلیں گی۔ میں حیرانی سے ان کی باتیں سن رہی تھی گویا کوئی حسین خواب دیکھ رہی ہوں۔

اس خواب کی حقیقت اس وقت واضح ہو گئی جب بیٹے نے میرے حصے کی رقم کا چیک چیف ایگزیکٹو کے حوالے کیا۔ اس طرح رب العزت کی طرف سے مجھے دوسری مرتبہ بھی حج کی سعادت نصیب ہو گئی۔ جس کے بارے میں آج بھی سوچ کر حیرانی کے ساتھ خوشی بھی ہوتی ہوں کہ بیشک میرا رب جسے چاہے اس در پر لے جائے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے سفر حج کے سب مراحل طے ہوتے جا رہے تھے کہ گویا یہ سعادت میرے

حصے میں رب کی طرف سے لکھی جا چکی تھی۔

اگرچہ پہلے بھی عمرے اور حج کی سعادت حاصل کر چکی تھی لیکن اس در پر پہنچی تو میرے دل کا یہ حال تھا کہ گویا پہلی مرتبہ ان مقدس مقامات کی زیارت نصیب ہو رہی ہے وہی جوش وہی جذبہ، دل کو طمانیت، اشکبار آنکھیں ان نظاروں نے گویا مجھے اپنی لپیٹ لے لیا ہو۔

اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا ذکر کروں، ناتواں جسم میں جوانوں کی سی طاقت آگئی وٹامن ڈی کی کمی اور یورک ایسڈ کی وجہ سے گھٹنوں میں تکلیف تھی بیٹے نے وہاں جا کر احتیاطاً ایک وہیل چیئر بھی لے لی تاکہ ہم دونوں میاں بیوی کے بوقت ضرورت کام آسکے۔ لیکن ہر قدم پر میرے اللہ رب العزت نے مدد فرمائی دوائیاں کھانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوئی۔

ہمیں سات ذوالحج کی رات میں ہی بسوں کے ذریعے منیٰ میں پہنچا دیا گیا تھا جہاں حجاج کرام کی کافی تعداد پہنچ چکی تھی جو دنیا مافیا سے بے خبر لبیک اللھم لبیک کی صداؤں کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف تھے گویا ہر بندے کا واسطہ صرف اپنے رب کے ساتھ ہی جڑا ہوا ہو۔ خواتین کے خیموں میں ہر حاجی کے لئے فولڈنگ پلنگ اور ضرورت کی دوسری اشیاء موجود تھی لیکن یہاں آکر محسوس ہوتا ہے کہ یہ ساری چیزیں تو ثانوی حیثیت رکھتی ہیں، دلوں میں تو صرف اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی ہی مقصود ہوتی ہے۔ مناسک کے ان قیمتی لمحات کی یادیں اور احساسات آج تک دل و دماغ میں سمائے ہوئے ہیں۔

جن کو میرے الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ مناسک حج کے بعد خانہ کعبہ کو اشکبار آنکھوں سے حسرت سے دیکھ کر یہی دعا مانگ رہی تھی کہ میرے اللہ نہ جانے تجھے میری کون سی ادا پسند آئی ہے کہ اس در کا دیدار نصیب فرماتا ہے پھر اپنے بچپن کا وہ خواب بھی یاد آگیا جب میں نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ کے پاس دیکھا تھا۔ بس اب ہر وقت ہر لمحے یہی دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمارے حج کو حج مبرور کا درجہ عطا فرمانا ہمیں اپنے نفس کی غلامی سے دور رکھنے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمین ثم آمین

تبصرے

ماشاءاللہ ! پیامِ حیاء کا یہ شمارہ نہ صرف علمی و دینی لحاظ سے بھرپور ہے بلکہ اس کا ڈیزائن اور لے آؤٹ بھی انتہائی دیدہ زیب اور پروفیشنل محسوس ہوتا ہے۔ سرورق سے لے کر اندرونی صفحات تک رنگوں کا انتخاب، فونٹس کی ترتیب اور اسپیسنگ ایسی ہے جو قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور پڑھنے کا شوق بڑھاتی ہے۔

تحریروں کے حوالے سے دیکھا جائے تو اس میں شامل مضامین، واقعات اور قرآنی و حدیثی اقتباسات دل کو چھونے والے اور اصلاحی پہلو لیے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر نعتیہ اور درودیہ اشعار، اور اصلاحِ معاشرہ سے متعلق مضامین نہایت مؤثر انداز میں پیش کیے گئے ہیں جو قاری کے ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔

مزید یہ کہ ہر تحریر میں سادگی، روانی اور مقصدیت نمایاں ہے، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ادارہ نہایت محنت اور خلوص کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ ڈیزائن اور مواد کا یہ حسین امتزاج اس میگزین کو ایک مکمل اور معیاری اشاعت بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقی و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ (ابو ابراہیم)

پیامِ حیا ای میگزین کا ماہ شمارہ مئی ہمیشہ کی طرح نہایت دلکش، معیاری اور خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا۔ ہر صفحہ اپنی ترتیب، رنگوں کے انتخاب، تحریروں کی خوبصورتی اور منفرد ڈیزائننگ کے باعث دل موہ لینے والا تھا۔ ماشاءاللہ یہ صرف ایک میگزین نہیں بلکہ محنت، سلیقے اور بہترین تخلیقی صلاحیتوں کا حسین امتزاج محسوس ہوا۔ خصوصاً فاطمہ باجی کی محنت قابلِ تحسین ہے جنہوں نے نہایت نفاست اور خوبصورت انداز سے اس شمارے کو سجایا۔ ڈیزائننگ، لے آؤٹ اور ہر چیز کی پریزنٹیشن میں ان کی محنت واضح نظر آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی صلاحیتوں میں مزید برکت عطا فرمائے اور انہیں اسی طرح بہترین کام کرنے کی توفیق دے۔ اسی کے ساتھ تمام مصنفین و مصنفات کی تحاریر بھی بے حد عمدہ، فکر انگیز اور دل کو چھو لینے والی رہیں۔ ہر تحریر اپنے اندر ایک خوبصورت پیغام، بہترین اندازِ بیان اور قلم کی پختگی لیے ہوئے تھی۔ ماشاءاللہ ہر لکھنے والے کی محنت واضح محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سب کے قلم میں مزید برکت عطا فرمائے۔ (حافظہ ام رومان)

چھٹیوں کے دن

ماں اور بچوں کے لیے محبت، تربیت اور یادگار لمحے

ہما ساجد ظفر اللہ

جون کی چھٹیاں بچوں کے لیے صرف آرام اور کھیل کود کا وقت نہیں ہوتیں بلکہ یہ ماں کے لیے ایک خوبصورت موقع ہوتی ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے دلوں میں محبت، تربیت، دین اور اچھے اخلاق کے چراغ روشن کرے۔ سال بھر اسکول کی مصروفیات میں الجھے رہنے والے بچے جب گھر میں زیادہ وقت گزارتے ہیں تو ماں کی توجہ، شفقت اور صحبت ان کی شخصیت پر گہرے اثرات چھوڑتی ہے۔

ایک ماں ہی وہ ہستی ہے جو بچوں کی چھٹیوں کو محض وقت گزاری کے بجائے زندگی کا خوبصورت سبق بنا سکتی ہے۔ کبھی وہ بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر انبیاءِ کرام علیہم السلام کے ایمان افروز واقعات سناتی ہے، کبھی قرآنِ کریم کی چند آیات محبت سے پڑھواتی ہے، اور کبھی کھیل ہی کھیل میں ادب، اخلاق اور احترام کا درس دے دیتی ہے۔ یہی چھوٹے چھوٹے لمحے بچوں کے دل و دماغ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

عید الاضحیٰ اور حج کے مبارک دن قریب ہوں تو ماں اپنے بچوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی صبر و توکل بھری زندگی کے واقعات سنائے۔ بچوں کو یہ احساس دلائے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قربانی دینا ہی اصل کامیابی ہے۔ اس طرح بچوں کے دل میں دین کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ چھٹیوں میں ماں اگر بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے، ان کے ساتھ ہنسے، باتیں کرے، کتابیں پڑھے اور چھوٹے چھوٹے گھریلو کاموں میں انہیں شریک کرے تو بچوں کے دل میں ذمہ داری اور اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ ماں کی قربت بچوں کو صرف خوشی ہی نہیں دیتی بلکہ انہیں احساسِ تحفظ بھی عطا کرتی ہے۔

آج کے دور میں جہاں موبائل اور اسکرین نے بچوں کو تنہائی کی طرف دھکیل دیا ہے، وہاں ماں کی محبت بھری توجہ ان کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ بچوں کو وقت دینا، ان کی باتیں سننا، ان کے ساتھ کھیلنا اور ان کے جذبات کو سمجھنا ہی اصل تربیت ہے۔ کیونکہ بچے نصیحت سے زیادہ اپنے والدین کے رویّوں سے سیکھتے ہیں۔

یہ چھٹیاں گزر جائیں گی، مگر ان دنوں میں ماں کی شفقت، دعائیں، تربیت اور محبت بچوں کی زندگی کا سرمایہ بن جائیں گی۔ ایک سمجھدار ماں اگر چاہے تو یہی چند دن اپنے بچوں کے ایمان، اخلاق اور شخصیت کو سنوارنے کا ذریعہ بنا سکتی ہے۔ واقعی، ماں کی گود ہی بچے کی پہلی درسگاہ ہے، اور چھٹیوں کے یہ دن اسی درسگاہ کو مزید خوبصورت بنانے کا بہترین وقت ہیں۔

قسط نمبرا

ستارۂ شیکبائی

سہیمہ بتول

فادرز ڈے ہر سال جون کے تیسرے اتوار کو منایا جاتا ہے۔لیکن میرے سامنے جب بھی فادرز ڈے کا ذکر ہوتا ہے تو میں کئی سال پیچھے چلی جاتی ہوں۔اس مرتبہ سوچا کہ اپنے اس تخیلاتی سفر میں آپ کو بھی اپنے سنگ لے چلوں۔

میرے پیارے ابو جی ماہِ صیام کی مبارک ساعات میں ظہر کے بعد، پچیس تیس کلو میٹر کا سفر طے کر کے گھر واپس آئے ہیں۔سخت چلچلاتی دھوپ، سر پر آگ برساتا سورج، سر سے پاؤں تک پسینے میں شرابور، ہونٹ اور زبان شدتِ پیاس سے خشک، فکرِ معاش میں ہلکان، مختلف بیماریوں سے نبرد آزما، سفر کی صعوبتوں اور تھکاوٹ سے چور۔۔۔بحالتِ روزہ گھر واپسی!

اور گھر بھی کیا؟ صرف ایک کمرہ۔جس کے روزنِ دیوار سے آفتابِ شعلہ فشاں نے اندر جھانکتے ہوئے پورے کمرے کو تپتی بھٹی بنا دیا ہے۔(جس کے بارے میں میری چھوٹی بہن اکثر کہا کرتی کہ ہمارا کمرہ ایسے ہے جیسے کسی کافر کی قبر)اس پر مستزاد "اہلِ واپڈا" کی کرم فرمائی۔

مگر زبان پر کوئی حرفِ شکایت نہیں۔کچھ دیر ہم سے گفتگو، ہنسی مذاق اور آرام کے بعد اپنی خوبصورت آواز، دلنشین و مسحور کن انداز میں قرآنِ مجید کی تلاوت میں مگن ہو گئے ہیں۔۔۔تلاوت کے بعد نمازِ عصر، دلائل الخیرات، پھر دیگر معمولات و مناجات۔۔۔اور یہ سلسلہ افطار تک چلے گا۔

حوصلہ اس شخص کا تھا دید کے قابل وہاں پر شکر کرتا تھا
جہاں پہ صبر مشکل تھا۔اور یہ میرے بچپن کا ایک رمضان المبارک ہے:

ابو جی محلے کی مسجد میں معتکف ہیں۔روزانہ عصر کے بعد ہم بہنیں اور کزنز، غرض ساری بچہ پارٹی ان سے ملنے مسجد پہنچ جاتی ہے۔ابو جی اپنے "کپڑے کے حجرے" میں (جو اعتکاف کے لیے مسجد میں نصب ہے) تلاوتِ قرآنِ کریم فرما رہے ہیں۔انتہائی شفقت اور محبت سے ہمیں ملتے ہیں اور پھر پیسے دے کر فرماتے ہیں "جاؤ چاچا حاکم (محلے کا دوکاندار) سے "فانٹا" ٹافیوں کا پیکٹ لے آؤ۔ہم خراماں خراماں ساتھ ہی موجود دوکان سے ٹافیاں لے آئی ہیں جو ابو جی نے ہم سب بچوں میں تقسیم کر دی ہیں۔

ابو جی سب بچوں کے ساتھ یکساں پیار روا رکھتے تھے۔آخر تک یہی معمول رہا کہ جب بھی گھر آتے، سارے بچے ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ابو جی ہر ایک سے مسکرا کر ہاتھ ملاتے یا گلے لگاتے اور انہیں "چیز" دیتے۔

تخیل نے بچپن کے سہانے دور کی جھلک دکھاتے، مجھے ہسپتال کے کمرے میں پہنچا دیا ہے۔

بھائی کی پیدائش کے موقع پر امی سی سیکشن کی وجہ سے ہاسپٹل میں ہیں اور ابو جی ان کے پاس، جبکہ ہم بڑی تینوں بہنیں دن کو ہسپتال چکر لگا کر ابو امی سے ملاقات کرتی ہیں اور چھوٹے بھائی کو بھی باری باری کچھ دیر اٹھا لیتی ہیں لیکن رات کو ننھیال میں ہوتی ہیں۔

ایسے ہی ایک دن ابو جی مجھ سے پوچھتے ہیں۔"بیٹا تم بتاؤ! بھائی کا کیا نام رکھیں۔۔۔؟"ایک چھ سات سال کی بچی سے رائے لینا"نہ صرف ان کی بے پناہ محبت، شفقت اور اعتماد کو ظاہر کرتا ہے، بلکہ یہ ان کی عظمت، عالی ظرفی اور بلند سوچ کا بھی مظہر ہے۔ان کی نظر میں اپنی بیٹیوں کی اہمیت اس چھوٹے سے جملے سے ہی عیاں ہو جاتی ہے۔اب ایک اور منظر آنکھوں میں آن ٹھہرا ہے۔ مغرب یا عشاء کا وقت ہے۔ابو جی فریضۂ نماز ادا کر کے ابھی جائے نماز پر ہی تشریف فرما ہیں۔کچھ ہی فاصلے پر میں اور میری چھوٹی بہن سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارے میں باتیں کر رہی ہیں۔

اچانک ابو جی آواز دیتے ہیں:"اندر سے کوئی برتن، کٹوری وغیرہ لے کر آؤ۔"

ہم سمجھ نہ پائیں کہ اس وقت برتن کا کیا کام۔لیکن وہیں جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے، بلب کی روشنی اور کٹوری کے سائے سے ہمیں سورج گرہن اور چاند گرہن کا پورا منظر عملی طور پر سمجھا دیتے ہیں۔

نہ کوئی کتاب، نہ کوئی چارٹ۔۔۔بس ایک باپ کا اندازِ تعلیم، جو ہر مشکل بات کو اتنا سادہ بنا دے کہ بات دل میں اتر جائے۔ تعلیم و تربیت کا ایک انداز میرے تخیل میں در آیا ہے: میں تیسری جماعت کی طالبہ ہوں۔رات سونے سے پہلے ابو جی مجھ سے پوچھتے ہیں:"ہوم ورک مکمل کر لیا؟"

"ابو جی! ٹیچر نے وہی ہوم ورک دوبارہ کرنے کے لیے دے دیا جو کل دیا تھا۔کل والا ہوم ورک بلیو انک کے پن سے چیک کیا تھا، تو میں نے ٹک کا نشان اور ڈیٹ وغیرہ ریمو کر دیا ہے۔اب وہی صبح چیک کروا دوں گی"میں بڑے فخر سے اپنی ذہانت، اپنا کارنامہ بیان کرتی ہوں۔

ابو جی میری نوٹ بک دیکھتے ہیں اور بہت پیار بھرے انداز میں سمجھاتے ہیں:"بیٹا، یہ تو دھوکہ ہے اور خیانت بھی۔اس سے گناہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔اب آپ دوبارہ اپنا ہوم ورک کرو۔"

میں دوبارہ ہوم ورک لکھ کر ابو جی کو دکھاتی ہوں۔آپ مجھے شاباش بھی دیتے ہیں اور انعام بھی دیتے ہیں۔آج میں سوچتی ہوں کہ اگر اس دن ابو جی عام والدین کی طرح مجھ پر"ترس کھا لیتے"اور دوبارہ ہوم ورک نہ کرواتے، تو مجھے تقویٰ اور امانت داری کا پوری زندگی کے لیے یاد رہنے والا سبق کبھی نہ ملتا۔

ایک تلخ ترین دن میری تخیلات کی دنیا میں آ کر قلبِ حزیں پر کچوکے لگانے لگا ہے۔میری والدہ طبیعت کی خرابی کے باوجود کچن میں مصروف ہیں۔میں ابو جی سے کوئی بات کر رہی ہوں کہ اچانک۔۔۔۔ جاری ہے

پکوان عید سپیشل

عائشہ صدیقہ

تکہ مصالحہ بالز

اجزاء: چکن کا قیمہ 1/2 کلو، پیاز دو عدد، لہسن چار جوئے، ادرک کا ٹکڑا ایک عدد، ہرا دھنیا 1/2 کپ، انڈا ایک عدد، نمک ایک چائے کا چمچ، کالی مرچ ایک چائے کا چمچ، ٹو میٹو کیچپ دو کھانے کے چمچ، بریڈ کرمبز ایک کپ، (مصالحہ بنانے کے لیے) پسی پیاز دو عدد، ادرک لہسن کا پیسٹ ایک چائے کا چمچ، رائی ایک چائے کا چمچ، لال مرچ چھ عدد، پسی دار چینی 1/2 چائے کا چمچ، پسا دھنیا ایک چائے کا چمچ، پسے ٹماٹر دو کپ، نمک ایک چائے کا چمچ، چینی ایک چائے کا چمچ، کوکونٹ ملک 1/2 کپ، تیل حسبِ ضرورت۔

ترکیب: چوپر میں چکن کا قیمہ، پیاز، لہسن، ادرک کا ٹکڑا، ہرا دھنیا، نمک، کالی مرچ اور بریڈ کرمبز ڈال کر باریک پیس لیں۔ اب انہیں نکال کر انڈا اور ٹو میٹو کیچپ شامل کر کے مکس کریں اور چھوٹے چھوٹے کوفتے بنا لیں۔ مصالحہ بنانے کے لیے تیل گرم کر کے اس میں پسی پیاز ڈالیں۔ پانی خشک ہو جائے تو اس میں ادرک لہسن کا پیسٹ، رائی، لال مرچ، پسی دار چینی، پسا دھنیا، پسے ٹماٹر، نمک اور چینی ڈال دیں۔ اب اس میں کوفتے ڈال کر اچھی طرح پکا لیں، پھر کوکونٹ ملک شامل کر کے دھیمی آنچ پر رکھیں۔ گاڑھا ہو جائے تو چاولوں کے ساتھ سرو کریں۔

سپائسی سیخ کباب

اجزاء: مٹن ایک کلو، نمک حسبِ ذائقہ، بیسن پانچ گرام، کوکونٹ دس گرام، ادرک پانچ گرام، ہری پیاز پچاس گرام، چربی ایک سو پچاس گرام، لال مرچ پانچ گرام، سفید مرچ دس گرام، کچری دو گرام، لہسن پانچ گرام، ہری مرچ دس گرام، پیاز سو گرام، مکھن بیس گرام

ترکیب: مٹن کو دھو کر اچھی طرح صاف کر لیں اور ایک چھلنی کے اندر رکھ دیں تاکہ تمام پانی نکل جائے۔ اب ایک صاف کنٹینر کے اندر چربی، پیاز، ہری پیاز، لال مرچ، نمک، مسٹرڈ، کوکونٹ پاؤڈر، سفید مرچ، ادرک لہسن اور کچری پاؤڈر کا مکس کر لیں۔ اب قیمے کو مصالحوں کے ساتھ مشین میں ڈالیں تاکہ مزید باریک ہو جائے۔ اب اسے روم ٹمپریچر پر دو گھنٹے کے لیے رکھ دیں، پھر اسے ڈیپ فریزر میں رکھ دیں اس وقت تک جب تک اسے پکانا ہو، پھر ہاتھوں کی مدد سے اسے گول یا بیضوی شکل دے دیں اور گرل میں کباب پرولیں پھر کوئلوں پر بھونیں جب تک کہ کباب سرخی مائل نہ ہو جائیں۔ آپ کی لذیذ سپائسی سیخ کباب ڈش تیار ہے۔